© rasailojaraid.com

سیرت شیخ بوعلی سینا کے بعض پہلو
"القانون فی الطب" کی روشنی میں

مولانا حکیم محمد زماں حسینی صاحب (کلکتہ)

(۲)

سم :- القانون کی کتاب ثانی ادویہ مفردہ کے بیان کے لئے شیخ نے ترتیب دی ہے اس کے مقالہ اولیٰ میں شیخ ایک قاعدے کا تذکرہ کرتا ہے کہ بعض ادویہ کے اجزاء لبیط محض دھو دینے کی وجہ سے زائل ہوجاتے ہیں۔ مثال کے طور پر "برگ کاسنی" کہ اس کی ظاہری سطح پر وہ جزء دوائی ہوتا ہے کہ اسی کی تاثیر "تفتیح سدد" ہے یہ جزء لطیف پانی سے دھونے کے بعد زائل ہوجاتا ہے لہٰذا بغیر دھوئے یا ہلکی سی دھلائی کے بعد اس کا استعمال مفید مطلب ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ مسئلہ خالص طبی ہے مگر شیخ اس سلسلہ میں بھی کہتا ہے کہ شریعت نے اسی بنا پر کاسنی کے پتوں کو دھونے سے روکا ہے۔ چنانچہ تحریر فرماتے ہیں " ویکون جل ھذہ المادۃ اللطیفۃ منبسطۃ علے سطحہا وقد تصعدت الیہ وانفرشت علیہ فاذا غسلت تحللت فی الماء ولم یبق منہا شئ یعتد بہ .... فلھذا غسلت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نہی عن غسلها شرعاً وطبا (جلد اوّل القانون ص۲۴۲) اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شیخ کے دماغ پر شریعتِ مطہرہ کا احاطہ کامل ہے اور ہمہ دم اس کا ذہن اس خیال سے سرشار ہے۔

۵:۔ کماۃ جو خودرو ایک پیداوار ہے، شیخ اس کے تفصیل خواص بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ "ماؤہ کما هو یجلو العین مرویا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم و اعترافاً من المسیح الطبیب وغیرہ" (القانون جلد اوّل ص۳۰۲) اس کا پانی آنکھوں کو جلا دیتا ہے جیسا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے اور مسیح نامی طبیب کی رائے ہے ـــــــ اس مقام پر یہ چیز خاص طور سے قابل لحاظ ہے کہ آنحضرت ؐ کی بات کو شیخ نے مقدم کیا ہے۔ اور یونانی طبیب کا ذکر بعد میں کیا ہے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ شیخ کے قلب میں آنحضرت ؐ کے مقام رفیع کا بلند تصور ہے۔

۶:۔ اسی طرح "بول" (پیشاب) کی افادیت و مضرت پر بحث کے ذیل میں حدیث پاک کا ذکر کرتا ہے اور کہتا ہے "یروی لو شربتم من البانها و ابوالها لصحتم فشربوا وصحوا" یعنی عہدِ رسالت میں استسقاء کے بعض مریضوں کو حضرت ؐ نے اجازت دی کہ اونٹنیوں کے دودھ اور ان کے پیشاب پیو تو اس سے شفا ہو جائے گی، چنانچہ ان لوگوں نے اس ہدایت پر عمل کیا اور شفایاب ہو گئے ـــــــ اس حدیث کو جس طبی مسئلہ کے اثبات کے لئے شیخ نے نقل کیا ہے اس کو پہلے بیان کر چکا ہے کہ "بول الانسان وبول الجمل ینفع فی الاستسقاء وصلابة الطحال لاسیما مع لبن اللقاح (القانون جلد اول ص۲۷۹) انسان اور اونٹ کے پیشاب استسقاء اور صلابتِ طحال میں مفید ہے خصوصاً اونٹنی کے دودھ کے ساتھ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

—— یہ خیال بھی شیخ کے فکر اسلامی کی نشاندہی کرتا ہے۔

(د)

شریعتِ مطہرہ نے حلال و حرام کی جو حدیں مقرر کی ہیں شیخ نے ہمہ دم القانون کی طبی بحثوں میں بھی ان حدود کی عزت و حرمت کی رعایت و پاسداری ایک مردِ صالح کی طرح کی ہے۔ مثال کے لئے امراض رأس کی بحث میں "فصل فی العشق" کے زیر عنوان شیخ کی مفصل تحریر پڑھ جائیے اس میں قاری کو دو مقام پر نہایت ہی بلیغ اور ایسے پاکیزہ جملے درج ملیں گے کہ انہیں آپ پڑھ کر شیخ کی اس قلبی طہارت و نظافت کا اندازہ کریں گے جو کسی مردِ مومن کے لئے سرمایۂ حیات ہے —— ملاحظہ ہو، تحریر فرماتے ہیں:- "ثم ان لم تجد علاجاً الا تدبیر الجمع بینهما علی وجہ یحلہ الدین والشریعۃ فعلتہ" (القانون جلد دوم صـ۲ـ) یعنی عاشق محزون کے علاج کے سلسلہ میں تمہیں اس کے سوا کوئی چارہ نظر نہ آئے کہ بہرحال محبوبہ سے اس کا وصال لازم ہے تب، تم دونوں کی ملاقات کا بندوبست اس طریقے کے مطابق کرو جس کو شریعت اسلامی اور دین محمدی نے حلال قرار دیا ہے۔" او یحتال فی تعشیقہم صنف تحلہ الشریعۃ" (القانون جلد دوم صـ۲ـ) یا تم اس عاشق کا رخ اصلی معشوق سے کسی ایسے کی جانب موڑنے کی تدبیر کرو جس سے تعلق قائم کرنا اس عاشق کے لئے شریعت مطہرہ کی رو سے حلال ہو۔"

یہ دونوں عبارتیں ثابت کرتی ہیں کہ حلال شرعی اور حرام شرعی کا شیخ الرئیس نہ صرف اقراری ہے بلکہ تلقین کرتا ہے کہ دوسرے لوگ بھی اپنی عملی زندگی میں اس کی رعایت و لحاظ کریں۔

۲:- شیخ حرام اشیاء کے بیان کے موقع پر طریق تعبیر میں بھی اپنے اسلامی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مزاج کا مظاہرہ کرتا ہے۔ چنانچہ "اللحوم" کی بحث میں مختلف حیوانات کے گوشتوں کے خواص بیان کرتے وقت شیخ نے تحریر کیا ہے کہ وحشی حلال جانوروں میں بہترین گوشت ہرنوں کا ہوتا ہے گو اس میں تھوڑی سی سوداویت کا جزو ہے مگر نصرانیوں اور ان کے ہم مشربوں کا خیال ہے کہ خنزیر کا گوشت بہترین گوشت ہے اس لئے کہ اس میں غذائیت بہت ہے اور بمقابلہ اہلی زود ہضم ہے فرماتے ہیں "وخیر لحوم الوحش لحم الظباء مع میلة الی السوداویة" وقالت النصاریٰ ومن یجری مجراهم بل غیر لحوم الوحش لحم الخنزیر البری فانه مع کونه اخف من لحم الاهلی هو قوی الغذاء وکثیره" (القانون جلد اول ۳۵۵) اس عبارت کے آگے پندرہویں سطر میں بھی اس طرح کے جملے ہیں۔ قالت النصاریٰ ومن یجری مجراهم لیس له مع غلظة لزوجته غذاء لحم الخنزیر (القانون جلد اول ۳۵۵) اس طریق تعبیر سے شیخ کے اسلامی مزاج کا اندازہ ہوتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ القانون جلد اول ۱۸ پر لفظ "خمر" اور ۱۳۱ پر لفظ شراب اور صفحہ ۱۶۹ پر "واما الشراب" اور جلد سوم کے صفحہ ۳۷۴ پر "اما الاشربة العتیقة ومنافع ذالک" کے ذیل میں جو طبی نقطہ نظر سے شیخ نے شراب کے فوائد و مضار کی بحثیں درج کی ہیں۔ اور صرف بحیثیت دوا اس کی دوائی افادیت کو خدائے برتر کی قدرت تخلیق کا کرشمہ قرار دیتا ہے کہ اس نے اسکی دوائیت میں قوی عزیزیہ کی اعانت کی صلاحیت رکھ دی ہے اس طرح شراب کی تخلیق بالکل عبث نہیں ہے بلکہ مبنی بر حکمت ہے، چنانچہ کہتا ہے "فالحمد الله الذی جعل الشراب دواء محییا للقوی الغریزیة" (القانون جلد اول ۱۸۴) — مگر کوئی ایسا جملہ جس سے عیش و نشاط کے لئے ترغیب و تحریض شرب خمر ہو درج نہیں کیا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وجہ ہے کہ خود شیخ کے بارے میں شرب خمر کی روایت میرے نزدیک محل نظر رہی ہے (محل نظر کی وضاحت کے لئے ایک تشریحی نوٹ مقالہ کے اخیر میں ملحق ہے) ——

مختلف علمی مشکلات کے حل کے لئے جو شخص بار بار مسجد میں جاکر بارگاہ الٰہی میں سجدہ ریز ہوتا ہو، حل مسائل کے لئے راتوں کو سجادہ نشیں ہوجاتا ہو، کامیابی کے بعد فقراء و مساکین پر صدقے کرتا ہو، جو شخص اپنی وفات کے کچھ پہلے اپنا سارا اثاثہ فی سبیل اللہ ضرورت مندوں میں تقسیم کرکے بارگاہ الٰہی میں اس مادی سازو سامان کو خیرباد کہہ کر حاضر ہونا چاہتا ہو، جو شخص حافظ قرآن ہو اور ہر تیسرے دن ایک ختم قرآن کرتا ہو (نزھۃ الارواح جلد دوم ص۱۱۸) ایسے شخص کے بارے میں مے نوشی کی روایت محل تعجب اور علمی طور پر ضرور محل نظر ہے میرا یقین ہے کہ شیخ دیندار شخص ہے اور اس ام الخبائث کے استعمال سے اس کا دامن داغدار نہیں ہے۔

—(۵)—

سیرت انسانی کا ایک قیمتی سرمایہ ہے اپنے بزرگوں کی عزت و تکریم کا پاس و خیال رکھنا۔ اس لحاظ سے بھی اس کی سیرت قابل رشک ہے۔ قبل اسلام جو حکماء یا اطباء کبار گذر چکے ہیں ان کے نام عام طور پر سادہ طریقے پر تحریر کرتا ہے جس میں سوء ادبی کا رنگ نہیں ہوتا اور کبھی کبھی کچھ اکرام کے لفظ بھی بڑھا کر ان کی بزرگی کے اعتراف کے ساتھ نام تحریر کرتا ہے۔ مثلاً:-

(۱) الحکیم الفاضل ارسطوطالیس۔ القانون جلد اول ص۶

(۲) عند الحکیم ارسطاطالیس " " " ص۸

(۳) الحکیم الفاضل جالینوس " " " ص۱۰۱

(۴) قال فاضل الاطباء جالینوس " " " ص۲۶

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۵) اصحاب التجارب من اہل الہند ۔ القانون جلد اول ص۱۴۲

(۶) جماعۃ من الفضلاء 〃 〃 ص۱۲۰

(۷) الاطباء الاقدمین 〃 〃 ص۱۱

(۸) المحققون ۔ 〃 〃 ص۱۰۱

(۹) وقد ذکر بعض اطباء الہند 〃 جلد دوم ص۲۶

(۱۰) قال الحکیم الفاضل جالینوس 〃 〃 ص۵۵

(۱۱) اصحاب المراعات والتجربۃ 〃 〃 ص۲۵۸

(۱۲) ان العلماء بامر الحیات 〃 〃 ص۲۱۲

لیکن شیخ اس وصف کے ساتھ تحقیقات علمیہ میں بہت غیور واقع ہوا ہے ۔ خلاف تحقیق اٹکل پچو باتیں کرنے والوں سے بہت ناخوش ہوتا ہے اور ایسے لوگوں کے نام وہ اس طریقہ سے لیتا ہے جس سے ارباب علم میں وہ شخص بے وزن ہوجائے ۔ اس کی چند مثالیں درج ہیں :-

۱۔ بعض المطببین ۔ زبردستی حکیم بننے والے ۔ القانون جلد اول ص۵

۲۔ ومن الناس ۔ بعض آدمی 〃 〃 〃 ص۱۰۱

۳۔ بعض المتحذقین ۔ بعض مدعی حذاقت 〃 〃 〃 ص۱۰۲

۴۔ ومن الناس من لا یعرف اللغات ۔ زبان ولغت سے ناواقف 〃 دوم ص۴۴

۵۔ وقد زعم بعض المتطببین ۔ بعض مدعی طبابت نے دعویٰ کیا 〃 〃 ص۵۵

۶۔ الرجل الذی زعم ۔ القانون جلد سوم ص۲۳

۷۔ ھذا الرجل ــــ 〃 〃 〃 ص۲۳

۸۔ ھذا الانسان ــــ 〃 〃 〃 〃 ص۲۳

۹۔ ان بعض جہال المجبرین ۔ بعض جاہل پٹیاں باندھنے والے ۔ القانون جلد اول ص۱۸۹

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱۔ اختصہ لبعض المحدثین۔ خود حکیموں نے اپنا لیا۔ القانون جلد سوم ص۱۱۹

و

سیرت شیخ کا اہم پہلو یہ بھی ہے کہ شیخ ناقل محض نہیں ہے بلکہ ناقد بصیر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قبل اسلام کے جن اہم اطباء کرام کے اقوال نقل کرتا ہے پہلے ان کو علم و تحقیق کی کسوٹی پر کستا ہے۔ پھر اگر یہ قول مجمل ہے تو اس کی تفصیل وضاحت کرتا اور اگر مہمل ہے تب اس کا ابطال کرتا ہے۔ اس کی چند مثالیں پیش کرتا ہوں۔

۱۔ فصل فی اصول الجبر والربط۔ اس فصل کے ذیل میں تحریر کرتا ہے "وبقراط یامرطن یجبران یمص شیئًا من الحزبق فی ذالک الوقت وغرضہ ان یجذب المواد الی داخل وجالینوس یجبن عن ذالک بل یامر بشرب الغاریقون وان کان لابد فشئی من سکنجبین فیہ قوۃ حالیفہ ویقول ان ذالک کان فی زمان بقراط وفضلہ بین الزمانین عجیب (القانون جلد سوم ص۱۹۹) اور بقراط کا حکم ہے کہ جس کا عضو جوڑنے کا ارادہ کیا جائے، اس کے لئے عمل جبر کے قبل اور عمل جبر کے وقت ضروری ہے کہ "کٹکی" تھوڑی سی چوستا رہے تاکہ مواد جسم کا میلان اندرون جسم ہو جائے۔ مگر جالینوس اس عمل کو ناپسند کرتا ہے اور کہتا ہے کہ "شربت غاریقون" استعمال کرایا جائے اور اگر بے حد مجبوری ہو تو وہ سکنجبین جس میں تھوڑی سی کٹکی ملی ہو، دی جائے۔ جالینوس کہتا ہے کہ ترکیب بقراطی اسی کے زمانے میں چلنے والی بات ہے۔ اب نہیں چلے گی۔ اس پر شیخ کہتا ہے کہ "وفضلہ بین الزمانین عجیب۔ کہ جالینوس کا اپنے اور بقراط کے دونوں زمانوں میں تاثیر ادویہ کے لئے فرق کرنا تعجب کی بات ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ شیخ محض ان بڑوں کے نام سے مرعوب نہیں ہوا۔

۲ فصل فی حمی الدم۔ اس فصل کو شروع کرتا ہے ان جملوں سے " قد ظن

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جالینوس انہ لاتکون حمی الدم عن عفونۃ الدم فانہ الدم اذا عفن صار صفراء ولم یکن وما تکون الحمی حینئذ صفراویہ لا دمویہ وتکون المحرقۃ المنکورۃ او الغب و تعالجہا بذا للث العلاج (القانون جلد سوم ص ۳۱)

جالینوس کا خیال ہے کہ خون میں سڑاندھ کی وجہ سے خونی بخار کا وجود ہی نہیں ہے۔ اس لئے کہ خون عفونت کے بعد صفراء بن جائے گا۔ خون نہیں رہے گا تب یہ بخار صفراوی ہو جاتے گا خواہ "محرقہ" ہو جائے یا "غب" ہو جائے اسی کا تم علاج کرو، یہ دموی بخار نہیں ہے، مگر شیخ الرئیس اسے قبول نہیں کرتا ہے بلکہ رد کرتا ہے اور کہتا ہے "ھذا القول منہ خلاف قول بقراط وخلاف واجب" یعنی جالینوس کی یہ رائے بقراط کی رائے کے خلاف ہے اور حقیقت کے بھی خلاف ہے۔ اس کے بعد خلاف واقعہ ہونے پر طبی علمی بحث کی ہے۔ جو القانون کی تیرہ سطروں میں پھیلی ہوئی ہے اور آخر میں کہتا ہے کہ "بل الحق الصحیح قول بقراط ان الدم قد یتولد من عفونتہ حمی" (القانون جلد ثالث ص ۳۲) یعنی درست رائے بقراط کی ہے کہ حمی دموی عفونت کی وجہ سے ہوتا ہے اس مقام پر شیخ نے جالینوس کو چھوڑ دیا ہے اور بقراط کا ساتھ دیا ہے لیکن اس کی بنیاد جوش عقیدت نہیں ہے بلکہ وہ حقیقت ہے جو اپنی پشت پر دلائل رکھتی ہے۔ اور ان دلائل کا فراہم کرنا چونکہ شیخ الرئیس کا کارنامہ ہے اس لئے اس انفرادیت کا سہرا اسی کے سر بندھے گا۔

۳۔ شیخ بحران کی بحث میں "فی علامات ماخوذۃ من الصداع" کے ذیل میں عام اطباء کرام کی ایک رائے کو رد کرتا ہے، کہتا ہے "قالوا وان کان القیاس ان یکون فی العاشر فانہ سابع الثالث لکنہ لیس بیوم البحران" عام اطباء کی یہ رائے نقل کرکے یوں رد کرتا ہے۔ "وھذا الکلام عندی لیس بشیء فان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الحساب لیس علی ھذا القبیل" الخ (القانون جلد ثالث ص۳۵) عام اطباء کی رائے میرے نزدیک کوئی حقیقت نہیں رکھتی ہے۔ اس سے اندازہ ہوا کہ اطباء کرام کی اجتماعی رائے کے خلاف بھی پوری قوت سے اقدام کی صلاحیت رکھتا ہے اور اپنی تحقیق پر رائے قائم کرتا تھا۔

۴:۔ الماس (ہیرا) کے خواص کا تذکرہ کرتے وقت شیخ کہتا ہے کہ ایک جماعت کا خیال یہ ہے کہ ہیرا منہ میں اگر رکھ لیا جائے تو دانت خود بخود لوٹ جاتے ہیں، ممکن ہے یہ اسکی ذاتی خاصیت ہو یا اس لئے کہ ہیرے کے مقام پیدائش عموماً سانپوں کے زہروں سے متاثر ہوتے ہیں، یہ باتیں نقل کرنے کے بعد بہت خفا ہو کر کہتا ہے "ھذا الکلام من یجازف مجازفۃ کثیرۃ ولا یعرف ان سم الافاعی اذا کان مجموعا الی خارج لا یفعل ھذا الفعل خصوصاً اذا اتی علیہ مدۃ" ــــ یہ باتیں بکواس کرنے والوں کی ہیں۔ انہیں ... یہی نہیں معلوم کہ سانپ کا زہر خارج میں رہ کر اپنی تاثیر دھیرے دھیرے کھو دیتا ہے بالخصوص جب اس پر ایک مدت گذر جائے لہٰذا الماس کے بارے میں قبول "سم" کی بات بے کار ہے۔

۵ ــ ماالشلثاء ومنافع ذالک کے زیر عنوان شیخ تحریر فرماتا ہے ھذا دواء تنفعن الاطباء عنہ کل نفع وفی ترکیبہ کل العجائب ونحن لم نرلہ اثرا کبیرا الا فی ازالۃ الحبسۃ العارضۃ لامراض اللسان واسترخائہ کہتا ہے کہ تمام اطباء کرام کے نزدیک یہ وہ دوا ہے کہ جس کے دامن میں ہر طرح کے فوائد جمع ہیں اور یہ دوا عجائبات کا مجموعہ ہے مگر مجھے اس میں ایسی کوئی بڑی تاثیر تو دکھائی نہیں دیتی۔ بجز اس کے کہ زبان میں جو رکاوٹ اور استرخاء کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اسکو دور کرسکتی ہے، اس کے بعد

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان فوائد کی ایک لمبی فہرست پیش کرتا ہے۔ جو عام اطباء کے خیال میں اس دوا کے استعمال سے مرتب ہوتے ہیں پھر اخیر میں دوبارہ اپنی رائے ظاہر کرتا ہے۔ کہ: ھٰذا ما تقولہ الاطباء، والذی عندی انہ دواء مشوش غیر مرتب التر کیب محرق الدم و الاخلاط مقصر عن الاغراض (القانون جلد ثالث ص۳۱۸) یہ فہرست تو عام اطباء کی رائے کے مطابق ہے مگر میرے نزدیک تو یہ دوا اپنی بناوٹ اور اجزاء ترکیبیہ کے اعتبار سے بے حد انتشار کی نذر ہوگئی ہے؛ بلکہ یہ دوا عمومی طور پر تمام اخلاط اور خصوصی طور پر خون میں احتراقی کیفیت پیدا کرتی ہے۔ اور ان اغراض و مقاصد کو پورا نہیں کرتی جس کا دعویٰ عام اطباء کرتے ہیں۔' اس مثال سے یہ بات بخوبی واضح ہوجاتی ہے کہ شیخ ناقل محض نہیں ہے بلکہ تجربات و دلائل کی روشنی میں بصیرت افروز اور مفید تنقید بھی کرتا ہے۔

(ز)

شیخ کی عادت ہے کہ کسی موضوع پر گفتگو کرتے وقت صرف اس موضوع کے چوکھٹے میں رہ کر کلام کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ القانون کی پہلی جلد ص۴ پر موضوع طب پر بحث کرنے کے ذیل میں اس قسم کی روش کی تائید میں اپنے قلم کو گردش دیتا ہے اور کہتا ہے کہ بعض اطباء نے اس موقع پر عناصر اربعہ اور مزاج اور اس کے متعلقات کے وجود کے اثبات پر بحث شروع کردی ہے جبکہ یہ چیزیں علم طبیعی میں زیر بحث آکر مسلمات میں سے شمار ہونے لگی ہیں، یہ موقع تو اس کا ہے کہ صرف یہ بحث کی جائے کہ عناصر کی تعداد کتنی ہے؟ اور اس کی حقیقت کیا ہے؟ مزاجوں کی تعداد کیا ہے؟ اور اس کی حقیقت کیا ہے؟ اسی طرح اخلاط کی تعداد و حقیقت کیا ہے؟ قویٰ کی تعداد و حقیقت؟ روحوں کی تعداد و حقیقت زیر بحث آنی چاہئے، حالات صحت کا تبدل و تغیر کن اسباب کی بنا پر ہوتا ہے ان اسباب کی حقیقت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور تعداد پر بحث کا یہ موقع ہے۔

اس موقع پر اثبات وجود عناصر اور اس کے دلائل سے بحث بے محل ہے اس کی جگہ علم طبیعی ہے خود جالینوس بھی اس فرق کو ملحوظ رکھتا ہے اور بحیثیت فلسفی علم طبیعی میں جو چیزیں زیر بحث لاتا ہے بحیثیت طبیب علم طب میں ایسی چیزوں کو زیر بحث لانے سے اجتناب کرتا ہے چنانچہ شیخ کہتا ہے " واذا شرع بعض المتطبیبن واخذ یتکلم فی اثبات العناصر والمزاج. الی آخر الفصل الثانی. (القانون جلد اول صـ)

(ح)

شیخ کے مزاج میں انصاف اور اعتراف حقیقت کی بھی صلاحیت ہے یہی وجہ ہے کہ " الفصل الثلاثون فی تشریح عضل اصابع الرجل" کے ذیل میں تحریر کرتا ہے " واما اللواتی وضعہا فی کف الرجل فمنہا عضل عشر قد فاتت المشرحین واول من عرفہا جالینوس (القانون جلد اول صـ۵۳) وہ پٹھے جو پیر کے تلوے میں ہیں وہ دس ہیں، جن کا علم قبل جالینوس کے تشریح کرنے والوں کو نہیں تھا، سب سے پہلا شخص جس نے انہیں پہچانا " جالینوس" تھا۔

(ط)

شیخ بکلام الاکابر کے اکرام کا بھی جذبہ رکھتا ہے، اسی بنا پر جس طرح کلام بقراط کی شرح جالینوس نے کی ہے۔ شیخ نے بھی امام جالینوس اور دوسرے ائمہ طب کے کلاموں کی شرح کی ہے تاکہ بزرگوں کی باتیں ضائع نہ ہوجائیں۔ چنانچہ القانون میں اس کی مثالیں بکھری پڑی ہیں، اس جگہ صرف ایک مثال پیش کرتا ہوں، شیخ تحریر کرتا ہے: " وقال جالینوس ان من الاعضاء مالہ فعل فقط ومنہا مالہ منفعۃ فقط ومنہا مالہ فعل ومنفعۃ معا الاول کالقلب ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

والثانی، کالرئتہ ۔ والثالث، کالکبد" (القانون جلد اول ص۳۲)

یعنی اعضاء کی تین قسمیں ہیں:۔ اول وہ عضو جس میں صرف دوسروں پر اثر کرنے کی صلاحیت ہے جیسے قلب ۔ دوم، وہ عضو ہے جس میں صرف قبول تاثیر کی صلاحیت ہے اس کی مثال پھیپھڑا ہے ۔ سوم اور بعض عضو ایسے ہیں کہ ان میں فعل و منفعت دونوں کی صلاحیت ہے جیسے جگر ۔۔۔

اس متن متین کی شیخ نے نہایت نفیس شرح کی ہے جو القانون جلد اول ص۳۲ پر مذکور ہے ۔۔۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ کلام اکابر کی عزت اس کے قلب میں ہے ۔

(خاتمہ)۔

کتاب القانون کی روشنی میں سیرت شیخ کے یہ چند پہلو میں نے بطور مثال پیش کئے ہیں؛ اخیر میں محسن انسانیت شیخ الرئیس بوعلی سینا کے لئے خداوند کریم سے درخواست ہے کہ اپنی شان کریمی کے مطابق اس کے ساتھ معاملہ رافت و رحمت کا فرمائیں اور درجات عالیہ سے نوازیں، آمین ۔

الحمد للہ اولاً و آخراً والصلوٰۃ والسلام علی محمد النبی وآلہ واصحابہ دائماً ابداً ابداً ۔

محمل نظر کی تشریح

شیخ بوعلی سینا کی شہرت مے نوشی کی تردید

ضمیمہ مقالہ : سیرت شیخ بوعلی سینا کے بعض پہلو "القانون" کی روشنی میں

حقیقت واقعی کی دریافت کے لئے چند چیزوں کا تجزیہ نہایت ضروری ہے

۱۔ شیخ کی جانب جس مشروب کی نسبت کی جاتی ہے، وہ مشروب شیخ کیوں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پیتا تھا؟ اس کا داعیہ اور سبب کیا تھا اس کا تعین ہونا چاہیئے۔ اس کی وجہ سے نوعیت مشروب کی تعین میں آسانی ہوگی۔

۲۔ وہ مشروب کیا تھا؟ کیا وہ واقعی شراب ہی ہے؟ جس کی عمومی شہرت ہے۔ یا اس کے علاوہ کوئی دوسرا مشروب ہے؟ جس سے وہ ضرورت پوری ہو جاتی ہے جس کے لئے شیخ اس مشروب میں دلچسپی لیتا تھا۔

اثبات یا نفی کی ہر صورت کے لئے مضبوط دلیل یا دلائل کیا ہیں؟

۳۔ ان دونوں سوالوں کے جواب کے لئے ان صحیح و معتبر مآخذ کی نشاندہی لازم ہے جن کی بنیادوں پر اس بارے میں قطعی رائے قائم کی جا سکے۔

دونوں نمبروں (۱۔۲) کا جواب چونکہ تیسرے نمبر پر موقوف ہے اس لئے میں پہلے اس کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار ضروری سمجھتا ہوں۔

شیخ الرئیس بوعلی سینا نے اپنے ذاتی احوال و سرگزشت کو خود اپنی زبانی اپنے شاگرد ابو عبید جوزجانی کو املا کرانا چاہا تھا چنانچہ کچھ حصے کو اس نے مرتب بھی کرایا مگر وہ اسکو مکمل نہیں کر پایا، البتہ اسی عزیز و قریب شاگرد ابو عبید جوزجانی فقیہہ نے اسے پایۂ تکمیل کو پہونچایا۔ سرگزشت شیخ کا یہ حصہ جوزجانی کے ان مشاہدات ذاتی پر مشتمل ہے جنہیں وہ شیخ کی اپنی نجی رفاقت کی ساعتوں میں بچشم خود دیکھتا رہا ہے'۔۔۔ یہ" حیات نامہ" شیخ اور ابوعبید کی مشترک کوششوں کا نتیجہ ہے، کتب مخطوطات کی مختلف لائبریریوں کی فہرستوں سے پتہ چلتا ہے کہ اس رسالہ کے چند خطی نسخے بعض بعض کتب خانوں میں موجود ہیں اور اب ایران میں اس کی اصل متن عربی مع ترجمہ فارسی شائع ہو چکی ہے ۔۔۔ یہی رسالہ صدیوں سے علماء محققین کے نزدیک احوال شیخ کے لئے بنیادی مآخذ بنا رہا ہے۔ چنانچہ عہد شیخ کے بعد جن جن مؤلفین و محققین

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نے فلاسفہ اور اطباء کے حالات پر کتابیں تالیف کی ہیں ان تمام حضرات نے احوال شیخ کے لئے اس رسالہ کو اپنی اپنی تالیفوں میں بعض جزوی تفاوت کے ساتھ نقل کر لیا ہے ۔ کسی نے ضروری خیال کیا تو اس کی صراحت کر دی کسی نے اس کی ضرورت نہیں محسوس کی تو اس کو اس طریقے سے نقل کر کے اپنی زینت تالیف بڑھائی کہ قاری کو محسوس ہوتا ہے کہ مؤلف کی یہ اپنی عبارت ہے ۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ یہ وہی سرگزشت شیخ ہے جس کا املا اور ترتیب شیخ اور ابو عبید جوزجانی فقیہہ کی ملی جلی کوشش کا ثمرہ شیریں ہے، چنانچہ تقابلی مطالعہ کے بعد یہ صداقت سامنے آجاتی ہے، بہر حال یہ قیمتی رسالہ ان کتابوں میں محفوظ ہو گیا ہے ۔ اور جتنی تعداد میں یہ کتابیں موجود ہیں اتنی ہی تعداد میں بالواسطہ رسالہ شیخ کے مزید نسخے عالم وجود میں آ گئے ہیں ۔ انہیں کتابوں کے واسطے سے ارباب تحقیق نے صدیوں سے اس رسالے کا بار بار مطالعہ کیا اور آخری مرجع کے طور پر بار بار اس کی طرف مراجعت کی اور اس سے استفادہ کیا ہے ۔ جن جن کتابوں میں یہ رسالہ منقول ہے، اس سلسلہ کی قدیم ترین تالیفات میں سے اس وقت جو دستیاب ہوتی ہیں ۔ ان میں سب سے پہلی کتاب (۱) "تتمہ صوان الحکمۃ" ہے، جس کا مؤلف ظہیر الدین ابوالحسن علی بن زید بیہقی متوفی ۵۶۵ھ ہے ۔ یہ مؤلف عہد شیخ کے زیادہ قریب ہے ۔ ان دونوں میں سوا سو سال کا تفاوت ہے ۔ انہوں نے احوال شیخ کے بیان کے لئے اپنی کتاب تتمہ میں اسی رسالہ شیخ کو نقل کیا ہے ۔ مگر اس طریقے سے نقل کیا ہے کہ قاری ایسا محسوس کرتا ہے کہ یہ الفاظ و عبارت مؤلف تتمہ ہی کے مرہون خامہ ہیں ۔ اور شیخ یا ابو عبید سے اس کا تعلق نہیں ہے ۔ حتیٰ کہ ایک مقام پر اس کی اپنی تنقیدی رائے بھی سالہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی عبارت میں مخلوط ہوگئی ہے جیسے دانشمند آدمی محسوس کر لیتا ہے۔

۲۔ دوسری کتاب "اخبار الحکماء" علامہ جمال الدین قفطی (متوفی ۶۴۶ھ) کی ہے۔ یہ شخص مولف تتمہ سے قریب العہد ہے۔ دونوں میں اکیاسی سال کا فرق ہے، انھوں نے بھی اپنی تالیف میں رسالہ شیخ کو نقل کیا ہے مگر اس طریقے سے کہ شیخ کی طرف انتساب ظاہر ہوجاتا ہے۔ اس کی ابتدائی سطریں یوں ہیں۔ "سألہ رجل ... من تلامیذہ عن خبرہ فاملی علیہ ما سطرہ عنہ وھوانہ الخ ص۴۱۳" (اخبار الحکماء قفطی)

۳۔ تیسری کتاب "عیون الانباء فی طبقات الاطباء" ابن ابی اصیبعہ (متوفی ۶۶۸ھ) کی ہے۔ انھوں نے نہایت فراخ دلی سے "شیخ الرئیس اور ابوعبید جوزجانی" کا نام لے کر اس رسالے کو نقل کیا ہے۔

۴۔ چوتھی کتاب "نزھۃ الارواح" مولفہ شمس الدین شہرزوری (متوفی ۶۸۷ھ) کی ہے۔ انھوں نے تتمہ صوان الحکمہ میں منقول رسالہ شیخ کی پوری عبارت کو بلا تغیر و تبدل نقل کرلیا ہے اور تتمہ کا ذکر تک نہیں کیا ہے لیکن تقابلی مطالعہ کے بعد یہ بات واضح ہوجاتی ہے۔

۵۔ پانچویں کتاب "وفیات الاعیان" ابن خلکان (متوفی ۶۸۱ھ) کی ہے۔ یہ کتاب گو، خاص طور پر اطبا اور فلاسفہ کے احوال پر نہیں ہے، مگر اعیان رجال میں شیخ کو قاضی ابن خلکان نے چونکہ شمار کیا ہے اس لئے انھوں نے تذکرہ کیا ہے اور اس بارے میں اسی رسالہ شیخ کو بلا حوالہ نقل کیا ہے البتہ بعض حصوں کو جو ان کے

---

۵ مشہور بہ ابن فندق و فرید خراساں۔ تاریخ ادبیات ایران از صفا۔ ج ۳ ص ۳۱۱ و ص ۹۹۳ و ۹۹۵ اسکی تصانیف میں اہم کتاب "تفسیر نہج البلاغہ" ہے۔ تفصیلی احوال کے لئے ملاحظہ ہو، معجم الادباء از یاقوت حموی ج ۱۳ ص ۲۱۹

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نزدیک قابلِ تنقید تھے۔ انھیں حذف کر دیا ہے۔

ان مؤلفین و مصنفین کے بعد کے مؤلفین نے انہیں مذکورہ کتابوں کی وساطت سے رسالہ ہٰذا کو ماخذ کے طور پر استعمال کیا ہے مگو اس امکان کی نفی نہیں کی جا سکتی کہ کسی نے ان کتابوں کی وساطت کے بغیر مستقل طور پر شیخ کے اس رسالے کے کسی خطی نسخے سے استفادہ کیا ہو ــــ بہرحال، احوال شیخ سے واقفیت کے لئے بنیاد چونکہ رسالہ شیخ ہی ہے اس لئے میں اسی کی روشنی میں زیر بحث مسئلہ کی وضاحت کروں گا ــــ ان تمام مؤلفات میں منقول متن رسالہ میں چونکہ بعض بعض مقامات پر جزوی طور پر بنیادی قسم کے اختلافات موجود ہیں جس کے نتیجے میں بات کچھ سے کچھ بن جاتی ہے ــــ اس لئے میں نے ضروری خیال کیا کہ میرے مضمون میں ہر کتاب سے متعلقہ متن لفظی تفاوت کے ساتھ سامنے آجائے تاکہ مطالعہ کرنے والوں کو رائے قائم کرنے میں آسانی ہو جائے۔ اور زیر بحث مسئلہ کا ہر پہلو سامنے آجائے۔ مزید برآں انہی حوالوں سے اس سبب کا تعین بھی بآسانی ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے شیخ اپنے مشروب خاص کی طرف متوجہ ہوتا تھا۔ اور اس مشروب کا کھلی شراب لگ جائے گا جسے شیخ استعمال کرتا تھا۔

(جاری)

سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات

مرتب :۔ پروفیسر خلیق احمد صاحب نظامی علی گڑھ

سلطان قطب الدین ایبک سے لے کر سلطان ابراہیم لودھی تک تمام سلاطین دہلی کے مذہبی افکار و عقائد اور نظام حکومت پر ان کے اثرات کا ذکر کیا گیا ہے ابتدا میں پروفیسر محمد حبیب صاحب صدر شعبہ سیاسیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے اس گرانقدر تالیف پر ایک محققانہ تعارف تحریر فرمایا ہے۔ آخر میں عربی فارسی اور انگریزی کتب مآخذ کی فہرست بھی دی گئی ہے۔

کتابت و طباعت/ عمدہ فولو آفسیٹ۔ صفحات ۴۸۵۔ قیمت ۳۵ روپے / مجلد ۴۲ روپے

© rasailojaraid.com